سوال

(286)ایک شخص کسی مدرسہ میں استاد ہے   الخ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(۱) ایک شخص کسی مدرسہ میں استاد ہے، رہائش سمیت تمام سہولیات یسر ہیں۔

(۲) ایک خطیب اورامام مسجد میں عرصہ آٹھ سال سے مقرر ہے، رہائش بھی مسجد کے مکان میں ہے، جبکہ اس کا اصلی گھر کسی اور جگہ ہے۔

(۳) ایک غیر ملکی طالبِ علم کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے آیا ہے، آٹھ سال سے زیر تعلیم ہے۔

(۴) ایک شخص کو حکومت نے کسی عہدے پر مقرر کیا ہے وہ عرصہ پانچ سال سے وہاں ذمہ داری ادا کررہا ہے۔

(۵) ایک تاجر گھر سے باہر کسی دوسرے شہر میںتجارت کررہا ہے کئی سالوں سے وہاں مشغول ہے۔

(۶) ایک شخص دوسرے ملک میں کام کرتا ہے وہ پانچ سال بعد گھر آتا ہے۔

(۷) ایک استاد یا طالب علم بمع اہل وعیال کسی مدرسہ یا کالج میں رہ رہا ہے ایک یا دوماہ کے بعد گھر جاتا ہے۔

یہ لوگ اپنی ملازمت، تجارت، تعلیم وتعلم اور مسئولیت والی جگہ پر نمازِ قصر ادا کریں یا پوری پڑھیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔ (محمد اسلم برق، بہاولپور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ کے سوال لکھنے میں تو سات ہیں، مگر دو باتوں کو خوب سمجھ لینے سے ان ساتوں سوالوں کے جواب واضح ہوجاتے ہیں وہ دو باتیں یہ ہیں: (۱) مسافت سفر۔ (۲) مدت قصر۔ اس لیےنیچے ان دوچیزوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے بتوفیق اللہ تبارک وتعالیٰ وعونہ۔

2 مسافت قصرتین فرسخ ہے۔ سید سابق رحمہ اللہ تعالیٰ فقہ السنة میں لکھتے ہیں: ((روی احمد، ومسلم وأبوداود، والبیہقی عن یحیی بن یزید قال: سألت أنس بن مالک عن قصر الصلاة، فقال أنس: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم إذا خرج مسیرة ثلاثة أمیال أو فراسخ یصلی رکعتین۔ قال الحافظ ابن حجر فی الفتح: وھو أصح حدیث ورد فی بیان ذلک، وأصرحہ۔ والتردد بین الأمیال

والفراسخ يدفعه ماذکره أبوسعيد الخدری قال : کان رسول اللّٰہ صلی اللہ عليه وسلم إذا سافر فرسخا يقصر الصلاة : رواه سعيد بن منصور ، وذکره الحافظ فی التلخيص وأقره بسکوته عنه))[اھ (۱ ۲۸۴)]

[''احمد مسلم ابوداوٗداور بیہقی نے یحییٰ بن یزید سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں میں نے اَنس بن مالک سے نمازِ قصر کے متعلق سوال کیا۔ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا : جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین میل یا تین فرسخ کی مسافت پر نکلتے تو دو رکعت پڑھتے۔ 1

حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں اس کی وضاحت میں صحیح ترین روایت یہی ہے رہا میل اور فرسخ کا تردد تو یہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی اس صحیح حدیث سے ختم ہوجائے گا۔ وہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک فرسخ (۳ میل) کے سفر پر نکلتے تو نماز قصر کرتے۔ 2 اس روایت کو سعید بن منصور نے اور حافظ ابن حجر نے التلخیص الجبیر میں ذکر کیا ہے اور اس پر اپنے سکوت سے صحت کی تصدیق کی ہے۔

1 مسلم صلاۃ المسافرین باب صلاۃ المسافرین وقصرھا۔ سنن ابی داوٗد، حدیث : ۱۲۰۱

2 مصنف ابن ابی شیبۃ : ۲۴۴]

اس سے آگے استاد محترم حافظ عبدالمنان صاحب نورپوری نے شیخ اَلبانی رحمہ اللہ کے حوالہ سے وضاحت کی ہے کہ ایک فرسخ (تین میل) والی روایت صحیح نہیں ہے۔]

قال الشيخ الألبانی رحمه اللّٰہ تعالی : لقد اغتر المؤلف بسکوت الحافظ عليه ، وسبقه إلی ذلک الصنعانی فی سبل السلام ، والشوکانی فی السيل الجرار (۱ ۳۰۷) وأما فی نيل الأوطار فقد شک فی صحته فقال عقبه (۳ ۱۷۶) : أورده الحافظ فی التلخيص ولم يتکلم عليه ، فإن صح کان الفرسخ هو المتيقن ، ولا يقصر فيما دونه إذا کان يسمی سفراً لغة أو شرعا

وأقول : أنی له الصحة ، وفيه أبوهارون العبدی ، قال الحافظ فی التقريب : متروک ، ومنهم من کذبه۔ وقد خرجت الحديث فی الإرواء (۳ ۱۵) من رواية جمع من المصنفين عنه فليرجع إليه من شاء

وفی ذلک ما يؤکده أنه لا يجوز الاغترار بسکوت الحافظ عن الحديث ، وأن ذلک لا يعنی ثبوته عنده ، حتی ولو کان ذلک فی الفتح علی أنه أنظف مصنفاته من الأحاديث الضعيفة ، ولعله من أجل ذلک لم يورد هذا الحديث فيه ، واللّٰہ أعلم۔ اھ [تمام المنة : ۳۱۹]

وقال فی الإروائ : وأما حديث أنس فهو من رواية يحيی بن يزيد الهنائی قال : سألت أنس بن مالک عن قصر الصلاة ، فقال : کان رسول اللّٰہ صلی اللہ عليه وسلم إذا خرج مسيرة ثلاثة أميال أو ثلاثة فراسخ (شعبة الشاک) صلی رکعتين۔ أخرجه مسلم (۲ ۱۴۵) وأبو عوانة (۲ ۳۴۶) وأبو داود (۱۲۰۱) وابن أبی شيبة (۲ ۱۰۸ ۲۱) والبيهقی (۳ ۱۴۶) وأحمد (۳ ۱۲۹) وزاد بعد قوله : عن قصر الصلاة۔ قال : کنت أخرج إلی الکوفة فأصلی رکعتين حتی أرجع۔ وهی رواية للبيهقی ، وإسنادها صحيح۔ اھ

ثم ذکر حديث أبی سعيد الخدری الذی فی إسناده أبو هارون العبدی المتروک ، ثم قال : فالعمدة علی حديث أنسٍ ، وقد قال الحافظ فی الفتح (۲ ۴۶۷) : وهو أصح حديث ورد فی بيان ذلک وأصرحه ، وقد حمله من خالفه علی أن المراد به المسافة التی يبتدأ منها القصر ، لا غاية السفر ، ولا يخفی بعد هذا الحمل مع أن البيهقی (قلت : وکذا أحمد) ذکر فی روايته من هذا الوجه أن يحيی بن يزيد رواه عن انس قال : سألت أنسا عن قصر الصلاة ، وکنت أخرج إلی الکوفة ، يعنی من البصرة فأصلی رکعتين حتی أرجع ، فقال أنس : فذکر الحديث۔

فظهر أنه سأله عن جواز القصر فی السفر لا عن الموضع الذی يبتدأ القصر منه۔ ثم ان الصحيح فی ذلک أنه لا يتقيد بمسافة ، بل بمجاوزة البلد الذی يخرج منها۔ ورده القرطبی بأنه مشکوک فيه فلا يحتج به ، فإن کان المراد به أنه لا يحتج به فی التحديد بثلاثة أميال فمسلم لکن لا يمتنع أن يحتج به فی التحديد بثلاثة فراسخ فإن الثلاثة أميال مندرجة فيه ، فيؤخذ بالأکثر احتياطا۔ الخ (۳ ۱۵۱۴)

يقول النور فوری : لاریب أن الشرع یأمرنا بطرح الشک ، والأخذ بالیقین وودع مایریب إلی مالا یریب قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ : { وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا } [بنی اسرائیل : ٣٦][''جس بات کی تجھے خبر نہ ہواس کے پیچھے مت پڑ۔ کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔''] ولاریب أن شک شعبة فی حدیث أنس رضی اللہ عنہ إنما هو فی ثلاثة أمیال ، لافی ثلاثة فراسخ ، فالمتیقن فی الحدیث هو أن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کان إذا خرج مسیرة ثلاثة فراسخ صلی رکعتین۔

توانس بن مالک رضی اللہ عنہ کی صحیح مسلم اور دیگر کتب والی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت ہوا کہ مسافت قصر تین فرسخ ہے تو تین فرسخ سے کم مسافت والے سفر میں نماز قصر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ۔ رہے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کچھ آثار تو وہ حجت و دلیل نہیں ۔ کیونکہ موقوفات دین میں حجت و دلیل نہیں ، اگر کوئی صاحب فرمائیں کہ یہ آثار حکماً مرفوع ہیں تو ان کی یہ بات درست نہیں ، کیونکہ اس مقام پر اجتہاد کو دخل ہے ۔ نیز وہ آثار ایک دوسرے سے متعارض ہیں ۔ دو بنیادی باتوں سے پہلی بات مسافت قصر والی مکمل ہوئی ۔ دوسری بات مدت قصر والی مندرجہ ذیل ہے :

2 مسافر آدمی دوران سفر کسی مقام پر چار روز یا چار روز سے کم مدت اقامت کا ارادہ بنا کر ٹھہرے تو قصر کرے اور اگر کسی مقام پر چار روز سے زائد مدت اقامت کا ارادہ بنا کر ٹھہرے تو اس مقام پر پہنچتے ہی نماز پوری پڑھے ۔ قصر نہ کرے ، کیونکہ دورانِ سفر چار روز سے زائد مدت اقامت کا ارادہ بنا کر ٹھہرنے کی صورت میں نماز قصر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ۔ چار ذوالحجہ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ ہم نے آٹھ تاریخ کو مکہ معظمہ سے منی روانہ ہونا ہے ، تو یہ چار دن کا عرصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ بنا کر مکہ مکرمہ میں ٹھہرے اور نماز قصر کرتے رہے ۔ رہے آپ کے دیگر اسفار تو ان میں آپ کی کسی مقام پر مدت اقامت ارادۂ اقامت بنا کر تھی ۔

کسی نص سے ثابت نہیں ظواہر بھی اس چیز پر دلالت نہیں کرتے ۔ بعض اہل علم نے اس کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ، مگر وہ کوئی ایک بھی پتے کی بات بیان نہ فرماسکے ۔

رہی مسافر کے تردد والی صورت کہ آج واپس چلا جاتا ہوں ، کل واپس چلا جاؤں گا تو اس صورت میں عام علماء کرام یہی فرماتے ہیں کہ مدت مقرر نہیں چاہے مہینہ ٹھہرا رہے ۔ چاہے سال قصر کرتا رہے ، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسی صورت میں بیس دن سے زیادہ ٹھہرنا ثابت نہیں ۔ اب تردد والی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیس دن سے زیادہ کسی مقام پر ٹھہرتے تو قصر کرتے یا پوری پڑھتے ، اس کا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہیں ۔ اس لیے تردد والی صورت میں بھی مسافر کو اگر کسی مقام پر بیس دن سے زیادہ عرصہ ٹھہرنا پڑے تو بیس دن کے بعد نماز پوری پڑھے ، قصر نہ کرے ۔

باقی آیت کریمہ : { وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ط } [النسائ : ١٠١][''جب تم سفر پر جا رہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں ، اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے ۔''] کے عموم و اطلاق کو پیش نظر رکھ کر مسافت قصر اور مدت قصر کو ختم کرنا درست نہیں ۔

اولا یہ آیت کریمہ صلاۃ خوف اور قصر ہیئت و کیفیت کے متعلق ہے ، قصر کمیت و عدد کے متعلق نہیں ۔ صاحب أضواء البیان لکھتے ہیں : ((قال بعض العلمائ : المراد بالقصر فی قولہ : أن تقصرو ۔ فی هذه الآیة قصر کیفیتها لا کمیتها ، ومعنی قصر کیفیتها : أن یجوز فیها من الأمور مالا یجوز فی صلاة الأمن ۔ کأن یصلی بعضهم مع الإمام رکعة واحدة ویقف الإمام حتی یأتی البعض الآخر فیصلی معهم الرکعة الأخری ، وکصلاتهم ایماء رجالا ورکبانا وغیر متوجهین إلی القبلة ، فکلّ هذا من قصر کیفیتها ، ویدل علی أن المراد هو هذا القصر من کیفیتها قولہ تعالیٰ بعده یلیه مبینا له : وإذا کنت فیهم فأقمت لهم الصلاة الخ ۔))

اس کے بعد صاحب اضواء البیان فرماتے ہیں : ((وعلی هذا التفسیر الذی دل له القرآن فشرط الخوف فی قوله : إن خفتم أن یفتنکم الذین کفروا معتبر أی وإن لم تخافوا منهم أن یفتنوکم فلا تقصروا من کیفیتها ، بل صلوها علی أکمل الهیئات کما صرح به فی قوله : فإذا اطمأننتم فأقیموا الصلاة ، وصرح باشتراط الخوف أیضا لقصر کیفیتها بأن یصلیها الماشی والراکب بقوله : فإن خفتم فرجالا أو رکبانا ۔ ثم قال : فإذا أمنتم فاذکروا اللہ کما علمکم ۔ الآیة یعنی فإذا أمنتم فأقیموا صلاتکم کما أمرتم برکوعها وسجودها ، وقیامها وقعودها علی أکمل هیئة وأتمها ، وخیر ما یبین القرآن القرآن ، ویدل علی أن المراد بالقصر فی هذه الآیة القصر من کیفیتها کما ذکرنا أن البخاری صدر باب صلاة الخوف ... الخ)) اس کے بعد لکھتے ہیں : ((ویؤیده أیضا أن قصر عددها لا یشترط فیه الخوف الخ)) پھر اس

کے بعد فرماتے ہیں : ((وأصرح من ذلک دلالة علی ھذا مارواہ الإمام أحمد حدثنا وکیع و سفیان و عبدالرحمٰن بن أبی لیلی عن عمر رضی اللہ عنہ قال : صلاة السفر رکعتان ، وصلاة الأضحی رکعتان ، وصلاة الفطر رکعتان ، وصلاة الجمعة رکعتان تمام غیر قصر علی لسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم الخ)) اس کے بعد لکھتے ہیں : ((فاعلم أن ابن کثیر بعد أن ساق الحدیث عن عمر ، وابن عباس ، وعائشة قال مانصہ :

وإذا کان کذلک فیکون المراد بقولہ : فلیس علیکم جناح أن تقصروا من الصلاة ۔ قصر الکیفیة کما فی صلاة الخوف ، ولھذا قال : إن خفتم أن یفتنکم الذین کفروا ۔ الآیة ، ولھذا قال بعدھا : وإذا کنت فیھم فأقمت لھم الصلاة ۔ الآیة فبین المقصود من القصر ھھنا ، وذکر صفتہ وکیفیتہ ۔ اھ محل الغرض منہ بلفظہ وھو واضح جدا فیما ذکرنا وھو اختیار ابن جریر ۔ وعلی ھذا القول فالآیة فی صلاة الخوف ، وقصر الصلاة فی السفر علیہ مأخوذ من السنة ، لا من القرآن ۔ اھ))[ا ۴۰۵۳۹۹]

ثانیاً اس آیت کریمہ سے مراد قصر کمیت وعدد ہی ہے ، جیسا کہ ایک گروہ کی تفسیر ہے صاحب أضواء البیان ہی لکھتے ہیں : ((إن المراد بالقصر فی قولہ : أن تقصروا ھو قصر الصلاة فی السفر الخ)) اس تفسیر کے دلائل بیان فرمانے کے بعد لکھتے ہیں : ((فھذا الحدیث الثابت فی صحیح مسلم وغیرہ یدل علی أن یعلی بن أمیة ، وعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کانا یعتقدان أن معنی الآیة قصر الرباعیة فی السفر ، وأن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أقر عمر علی فھمہ لذلک ، وھو دلیل قوی ، ولکنہ معارض بما تقدم عن عمر من أنہ قال : وصلاة السفر رکعتان تمام غیر قصر علی لسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، ویؤیدہ حدیث عائشة ، وحدیث ابن عباس المتقدمان ، وظاھر الآیات المتقدمة الدالة علی أن المراد بقولہ : أن تقصروا من الصلاة ۔ قصر الکیفیة فی صلاة الخوف کما قدمنا ۔ واللہ أعلم ۔ اھ))[ا ۴۰۷۴۰۶]

مگر اس کے عموم و اطلاق کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے ساتھ تخصیص وتقیید ہوچکی ہے ، چنانچہ مسافت قصر اور مدت قصر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل پہلے بیان ہوچکا ہے ۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول عموم واطلاق کی تخصیص وتقیید کرتا ہے ۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی عموم واطلاق کی تخصیص وتقیید کرتا ہے ۔ دیکھئے : ((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))1[رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''جو شخص میرے وضوء کی طرح وضوء کرے ، پھر دو رکعتیں پڑھے اور توجہ نماز کی طرف رکھے ، تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں ۔''] کے عموم واطلاق کے پیش نظر کوئی شخص عید والے دن عید گاہ میں نماز عید سے پہلے یا بعد دو رکعت نماز پڑھے ، تو ہم اس کو نہیں پڑھنے دیں گے ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل عید والے دن عید گاہ میں صرف نماز عید پڑھنا ہے ۔ پہلے یا بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہیں پڑھی ۔ 2

پھر دیکھئے میت کے لیے دعاء کی نصوص کے عموم واطلاق کے پیش نظر کوئی شخص یا کچھ اشخاص نماز جنازہ سے سلام پھر جانے کے بعد اسی مقام پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر میت کے لیے دعاء کریں تو ہم کیوں روکتے ہیں ۔ اسی لیے کہ ایسا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ۔ لہٰذا ان کا عموم واطلاق سے استدلال درست نہیں ۔ وعلی ہذا القیاس اس کی آپ کو بہت سی مثالیں ملیں گی ۔

تو تین فرسخ سے کم مسافت میں حالت سفر میں نماز قصر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ، پھر ارادہ بنا کر اقامت کی صورت میں چار دن سے زائد اور تردد والی صورت میں بیس دن سے زائد قصر کرنا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ، لہٰذا تین فرسخ سے کم مسافت والے سفر میں اور دونوں صورتوں میں مندرجہ بالا مدت سے زیادہ مدت نماز قصر نہ کرنا چاہیے ۔ آیت کریمہ : { وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ ط } الخ کے عموم واطلاق سے استدلال درست نہیں ۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے ساتھ اس آیت کریمہ کے عموم واطلاق کی تخصیص وتقیید ہوچکی ہے ۔ واللہ اعلم ۔ ۲۴ ۵ ۱۴۲۱ھ

1مسلم الطھارة باب صفة الوضوء وکمالہ

2.بخاری العیدین باب الخطبة بعد الصید، مسلم صلاة العیدین باب ترک الصلاة قبل العید وبعدھا فی المصلی

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 04